بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

THE ALHAKAM

=Qadian=

مدینۃ المسیح دارالامان قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے

چو گوئم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی * دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی۔

جلد ۲۵ * مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۲۳ء * نمبر ۳۱

موجودہ یورپ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد اور مسجد اقصیٰ قادیان کی توسیع

۵ تاریخ مغرب کے وقت حسب اعلان خواتین اور مرد مسجد اقصیٰ میں جمع ہو گئے چونکہ اس دن دن بھر سخت بارش ہوتی رہی اور مطلع ابر آلود تھا اسلئے اول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور ارشاد فرمایا کہ مستورات احباب گھر جا کر پڑھ لیں پھر حسب ذیل مختصر سی تقریر فرمائی :- جیساکہ میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں اعلان کیا تھا آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت برلن میں مسجد کی بنیاد رکھی جائیگی اور اس کا وقت جیسا کہ تار سے معلوم ہوا ہے ۳ بجے بعد دوپہر ہے جو کہ وقتوں کے فرق کے لحاظ سے یہاں کا یہ وقت ہے اسکے متعلق باہر بھی اعلان کیا گیا ہے اور یہاں بھی ہم اسی لئے جمع ہوئے ہیں کہ دعا کریں۔ خدا تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر میں برکت ڈالے۔ لنڈن کی مسجد کے لئے پہلے مکان خریدا گیا ہے مگر مسجد کے لحاظ سے تا حال وہ تعمیر نہیں ہو سکا کیونکہ اس کے لئے اتنا روپیہ جمع نہیں ہوا جتنے کی ضرورت ہے اسلئے یورپ میں سب سے پہلی ہماری مسجد یہی برلن کی مسجد ہے۔ بلکہ یہی مسجد مسلمانوں کی بنائی ہوئی پہلی مسجد ہے اگرچہ یورپ میں تین مسجدیں اس سے پہلے تعمیر ہو چکی ہیں ایک ووکنگ میں ہے جو ایک انگریز نے بنوائی ہے۔ ایک فرانس میں ہے جو فرانس کی گورنمنٹ نے بنوائی۔ ایک برلن میں بھی پرانی مسجد ہے جو غیر آباد ہے وہ بھی گورنمنٹ نے بنائی تھی جب روس سے بہت سے جنگی قیدی پکڑے آئے تو ان میں بہت سے مسلمان بھی تھے۔ جنکی تعداد ۱۲ ہزار کے قریب تھی ان کے لئے گورنمنٹ نے وہ مسجد بنوائی تھی۔ اسوجہ سے مسلمانوں کی بنائی ہوئی مسجد موجودہ یورپ میں یہی پہلی مسجد ہوگی موجودہ یورپ میں نے اسلئے کہا ہے کہ یوں تو مسلمان یورپ کے مختلف علاقوں میں ہزاروں سال رہے ہیں۔ وہاں انھوں نے مساجد تعمیر کیں۔ مگر جب انکو جبراً عیسائی بنا لیا گیا تو مساجد مٹ گئیں۔ اب بھی یورپ میں مسلمانوں کے علاقہ میں مسجدیں ہیں۔ مگر ان علاقوں کو یورپ کا جزو نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ الگ قرار دیا جاتا ہے پس اس علاقہ میں جسے یورپ سمجھا جاتا ہے اور جہاں سے اسوقت مسلمانوں کو خارج کر دیا گیا ہے۔ وہاں یہی مسجد پہلی مسجد ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ سب دوست ملکر دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس مسجد کو بابرکت کرے۔ اور اسلام کی اشاعت اور ترقی کا ذریعہ بنائے۔

اسی طرح یہ مسجد جس میں اسوقت ہم جمع ہیں۔ اسکا بھی حق ہے کہ جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اسکو بھی وسعت دیں۔ اس غرض کے لئے پرانی خریدی ہوئی زمین تھی مگر بعض مصالح کی وجہ سے اسکو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اب میں نے خیال کیا کہ شاید اسکو مسجد میں شامل کر کے جب ہم اسپر نماز پڑھیں گے تو اسکے ساتھ والی بھی مل جائے پس اسموقع پر اس گھر کی مسجد کی بھی توسیع کی جائیگی پہلے میں اسکی بنیاد رکھونگا۔ اور پھر یہاں آکر دعا کرونگا۔

اسکے بعد حضور معہ چند اصحاب کے مسجد کے جنوبی پہلو کی سیڑھیوں سے اُتر کر نیچے تشریف لے گئے اور موجودہ مسجد کے مشرقی کونے پر اپنے ہاتھ سے سات اینٹیں رکھیں۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لے آئے اور دیر تک دعا فرمائی جس میں مرد و عورتیں سب شامل تھے۔

زرعی اراضی کے خواہشمند!

احباب توجہ فرمائیں

قادیان سے قریباً سات میل کے فاصلہ پر دریائے بیاس کے کنارے موضع راجپورہ تحصیل گورداسپور علاقہ بیٹ میں مرزا ارشد بیگ صاحب اپنی اراضی زرعی جسکا رقبہ دو سو گھماؤں مزروعہ و بنجر ہے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جو احباب خریدنا چاہیں۔ خاکسار سے یا مرزا ارشد بیگ صاحب سے قادیان کے پتہ پر خط و کتابت فرماویں

خاکسار

مرزا بشیر احمد قادیان

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پراپرائٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

ایک نئی تبلیغی مہم درپیش ہے

مومن کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اُسے خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے بھی اگر موقع آجاوے تو اس سے پرہیز نہ کرے بلکہ اس کی انتہائی نظر اس امر پر ہوتی ہے کہ بار بار اگر وہ زندہ ہو سکے اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے سکے۔ تو وہ خوشی اور کامرانی کے لہجہ میں پکارتا ہے۔

این است کام دل اگر آید میسّرم

خدا کی راہ میں جان دینے کا مفہوم کوتاہ اندیش دشمنوں نے ہمیشہ یہ سمجھا ہے کہ اسلام جنگ و جدال کی تعلیم دیتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب انسان اپنی تمام حرکات و سکنات اور تمام افعال اور ارادوں کو خدا تعالےٰ کے دین کی اشاعت و تبلیغ میں لگا دیتا ہے اور اُسے خدا تعالیٰ ہی کے جلال کا اظہار و اعلان مقصود ہو جاتا ہے اور وہ اسی حالت میں جان دیدیتا ہے۔ تو یہی وہ موت ہوتی ہے۔ جو ابدی زندگی کا دروازہ کھلاتی ہے اور اس ہی کو کہتے ہیں۔

خدا کی راہ میں جان دینا

اسلام ایک تبلیغی مذہب تھا وہ دُنیا کے لئے آیتہ رحمت ہو کر آیا تھا مگر مسلمانوں نے تبلیغ و اشاعت کے کام کو اپنی بدقسمتی سے ترک کر دیا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام برکات اور فیوض حق کے وہ اس خدمت کے ذریعہ وارث ہوتے تھے ان سے چھین لی گئیں اور وہ تمام اخلاقی اور علمی کمالات جو اس تبلیغ ہدایت کے سلسلہ میں خود مبلغ کو ملتے ہیں ان سے جاتے رہے اور یہ حالت ہے کہ وہ مذہب جو کبھی تبلیغی مذہب تھا اور جس میں زندگی کی روح نہ تھی محض سیاسی اغراض کو مدنظر رکھ کر

تبلیغی مذہب کی حیثیت میں نمایاں ہوا ہے

اس جدوجہد کے دور میں جبکہ دنیا کی تمام تر قوتیں اور طاقتیں سیاسی اور دنیوی اغراض و مقاصد پر جمع ہو گئی ہیں اور مُردار دنیا پر گِدھوں کی طرح لوگ جمع ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو احیاء اسلام کیلئے کھڑا کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ نے دنیا کو دین واحد پر جمع کرنے کیلئے ظہور فرمایا۔ احمدی جماعت خدا تعالےٰ کے دین قویم کی تبلیغ اور اشاعت کیلئے کھڑی ہوئی اور اس نے

دین کو دُنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا

اس کا مقصد عظیم الشان ہے اور اس کے کام کا سلسلہ کُرہ ارض پر محیط ہے ایسی صورت میں ہمارے لئے آرام اور سکون کا عہد اس دنیا میں نہیں آسکتا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہی عہد مبارک اور کامیابی کا عہد ہے جب تک ہم میں حرکت ہے برکت ہے۔ اور ہم زندہ ہیں اسلئے کہ عدم حرکت کی تعبیر تو موت سے ہوتی ہے (خدا نہ کرے کہ وہ وقت ہم پر آئے) میرے دوست کسی دوسرے مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ مضمون مطالعہ کریں گے جو باشویک علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کے متعلق عظیم الشان خوشخبری کو لئے ہوئے ہے۔ ایک روس پر موقوف نہیں ہم کو اکناف عالم میں اس پیغام صداقت کو پہنچانا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ازل سے اس جماعت کو مخصوص کیا تھا کہ

وہ تبلیغ ہدایت کی حامل ہو۔

اور اس عہد کو تبلیغ ہدایت کے عہد سے موسوم اور مقدر کیا تھا۔ اس راستہ میں آرام اور آسائش نہیں اور اس کی تلاش عبث اور فضول ہے جب تک ہم قبل از مرگ ایک موت کو قبول نہیں کرتے اسوقت تک وہ زندگی ہم کو نہیں مل سکتی۔

تم میں سے ایک خدا کا بندہ اس سلسلہ کا خادم محمد امین اپنے آقا کے حکم پر اُٹھا اور مصائب اور تکالیف کے خاردار جنگلوں سے گذرتا ہوا اس علاقہ میں پہونچا جو روسی علاقہ کہلاتا ہے۔ اور جہاں کبھی زار کی حکومت تھی۔ ہاں اسی زار کی جس کی نسبت خدائی وحی نے اولاً خبر دی کہ

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

ہاں وہی زار جس کی بابت بالآخر قادر و متصرف خدا نے یہ بتایا کہ

اسکا عصا حضرت مسیح موعودؑ کو دیا گیا ہے

زار کا عصا احمدی جماعت کو دیا جانا ضروری ہے۔ دنیا کی حکومتوں اور عزتوں کے لئے ہماری تبلیغی جدوجہد نہیں۔ اور نہ یہ چیزیں ہمارا انتہائے مطلب ہیں لیکن خدا تعالےٰ کے حضور تمام عزتوں کا جائز مستحق مومن ہی ہوتا ہے۔ اور وہی اس کے ان انعامات خاصہ کو پانے کا سزاوار ہے جو اسکے انبیاء کے ذریعہ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور اولوالعزم کی دعاؤں کے ثمرہ کے طور پر محمد امین کے ذریعہ ایک جماعت کو قائم کر دیا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس بہادر کے نقش قدم پر چلیں۔ اور جیسا کہ حضرت امام نے فرمایا ہے ان دور کی بھیڑوں کی چوپانی کے لئے طیار ہو جائیں۔ یہ مہم کچھ شک نہیں بڑی خطرناک اور دشوار گذار ہے۔ مگر ہمت مردانہ اور توکل علی اللہ ایسی قوتیں ہیں جو ہر مشکل کو آسان اور تکلیف کو راحت سے بدل دیتی ہیں۔ یہ ممکن ہے اس سے بھی زیادہ دشوار گذار راستوں سے ہم کو گذرنا پڑے۔ ممکن نہیں بلکہ یقین ہے خدا کا مرسل آج سے تیس برس پہلے کہہ گیا ہے کہ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جُدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمایشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے۔ اور ان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہوگا۔

کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے؟ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمایش سے جُدا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے

پس جو جُدا ہونیوالے ہیں وہ جُدا ہو جائیں انکو وداع کا سلام

حضرت مسیح موعودؑ نے صاف اور واضح الفاظ میں ہمارے سامنے ایک عہد رکھدیا ہے اور یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ کہ ہم اپنے لئے جو راہ چاہیں اختیار کریں۔

مگر برکت اور کامیابی کی وہی راہ ہے جو آپ کے پیچھے چلنے کی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے تیس برس پیشتر انہیں مشکلات کی طرف اشارہ کیا ہے جو ہمکو تبلیغ کے راستہ میں پیش آنیوالی ہیں۔ پس ہمکو مردانہ وار توکلت علی اللہ کہکر اُٹھ کھڑے ہونا چاہئے تاکہ برکات کے عہد اور سعادت کے زمانہ کو ہم قریب لا سکیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کے ساتھ بڑے بڑے وعدے کئے ہیں لیکن ان وعدوں کا پورا ہونا مشروط ہے ہماری عملی پاکیزگی کامل وفاداری اور پوری قربانی پر اگر یہ باتیں ہم میں پیدا نہ ہونگی تو یہ وعدے تو پورے ہونگے مگر دوسروں کے ہاتھ پر۔

پس اس روسی مہم کیلئے اپنے نام پیش کرو اور اس راہ میں ہر دُکھ اور تکلیف کو اُٹھانے کی خدا سے ہمت اور طاقت چاہو وہ رحیم و کریم قادر خدا تمام تکالیف کو آسان کر دیتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اسکا بندہ اسکی رضا کیلئے ہر دُکھ اُٹھانے پر تلا ہوا ہے غرض وقت آگیا ہے کہ ہم اس نئی مہم کیلئے ایک نئی قوت اور نئی روح کے ساتھ اُٹھیں۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت پر نظر رکھتے ہوئے تمنا کریں کہ وہ شخص جس کے ذریعہ زار روس کا عصا اس سلسلہ کو دیا گیا ہے۔

میں ہی ہو جاؤں

جب تک یہ عزم اور اولوالعزمی ہر شخص کے دل میں پیدا نہ ہو جائے اسوقت تک یہ مہم سر نہ ہوگی پس اے عزیزو کوشش کرو کہ جماعت میں یہ قوت شدید پیدا ہو۔

ناظرین الحکم جانتے ہیں کہ حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ **صافی** تخلص کرتے تھے۔ آپ نے اگرچہ بہت ہی کم شعر کہا مگر جب کہتے تھے تو اس میں ایک خاص اثر ہوتا تھا۔

آپ کو مجھ سے محض للّٰہ محبت تھی اور بہت محبت تھی آپ کی وفات کے بعد میں نے آپ کی **لائف** کا کچھ مواد فراہم کیا مگر بعض دوسری آرزوؤں کی طرح یہ آرزو بھی ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ میں ایک دن **کاغذات** کو دیکھ رہا تھا کہ آپ کے مکتوبات میں ایک خط جناب مولوی صدر الدین صاحب کے نام کا نکلا جو آپ کی **سیرۃ** کے ایک پہلو پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس **محبت** کی یاد نے جو حضرت ممدوح سے مجھے بھی خدا کے لئے تھی تڑپا دیا اور میں نے چاہا کہ الحکم کے ناظرین کو بھی اس لطف میں شریک کرلوں۔

بظاہر اس خط کے دو تین فقرے ہیں مگر انکی تشریح میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اس خط سے آپ کی اس محبت کا پتا لگتا ہے جو آپ کو **قادیان** اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھی۔ اور جس کے لئے وہ اپنی پیاری چیز کی قربانی بھی **آسان** سمجھتے تھے۔ میں خود اس خط پر کچھ نہیں لکھوں گا خود مولوی صدر الدین صاحب نے ہی اسکی شرح کر دی ہے۔

اس خط کو درج کر دینے سے میری غرض یہاں ایک طرف یہ ہے کہ حضرت **مخدوم الملۃ** کی ترقی درجات کے لئے احباب دعا کریں وہاں یہ بھی آرزو ہے کہ آپ کے **اسوۂ حسنہ** سے فائدہ اٹھا کر قادیان کے ساتھ ایسی ہی **محبت** اور تعلق پیدا کریں۔ — ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — شملہ ۱۸ دسمبر ۱۹۰۳ء
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم و معظم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے پاس بہت سے ایسے خط ہیں کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی لائف میں درج کرنے کے قابل ہیں لیکن اس وقت سیالکوٹ رکھے پڑے ہیں۔ ایک خط جو اندراج کے قابل انھوں نے مجھکو شملہ لکھا تھا اور جس سے انکی بصیرت اور مسیح موعود علیہ السلام سے شدید محبت پائی جاتی ہے نیچے لکھتا ہوں۔

عزیز شیخ صدر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ شملہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ملا۔

ہمارا یہ کہف و مامن ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے۔ ہمیں تمہارے پتھر کے پہاڑ کی کچھ ضرورت نہیں۔ والسلام۔ خاکسار عبد الکریم۔

قادیان ۱۴ر اگست

اس خط کی تشریح بھی کیئے دیتا ہوں۔ حضرت مولوی صاحب کو جیسا کہ آپ جانتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سرد پانی سے بڑا پیار تھا۔ گرمی سے آپ بہت گھبرایا کرتے تھے۔ سرد جگہ میں جانا بہت ہی پسند فرماتے تھے۔ جب میں شملہ میں پہنچا تو آپ کو خیال گزرا کہ صدر الدین کسی دن ضرور شملہ کی آب وہوا کی تعریف کریگا اور ہمیں شملہ بلانے کی ترغیب دیگا اور زور لگائے گا۔ اسلیئے آپ نے وہ خط جو میں نے اوپر نقل کیا ہے مجھے پیشتر اسکے کہ میں اسکے متعلق اشارہ بھی کرتا لکھدیا تاکہ ایسی بات انکو نہ لکھوں۔ والسلام

خاکسار صدر الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع شملہ

اس خط سے اس محبت و اخلاص کی شان نمایاں ہے اسکے ساتھ میں ایک اور واقعہ کا اظہار کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آپ قادیان کے لئے بڑی سے بڑی مالی اور اعزازی قربانی کرنے میں ذرا بھی متامل نہ تھے۔

کابل کو قادیان پر قربان کر دیا

امیر حبیب اللہ خان صاحب نے کابل میں ایک دار الترجمہ قائم کیا اور اس میں قابل اور ماہر فن لوگوں کے جمع کرنے کی کوشش کی حضرت **مخدوم الملۃ** فارسی عربی انگریزی زبانوں میں ایسے ماہر تھے کہ اہل زبان اور قادر الکلام لوگوں کی طرح ان زبانوں پر حکومت رکھتے تھے ایام الصلح کا فارسی ترجمہ **مخدوم الملۃ** کی قلم سے ہوا۔ اور آئینۂ کمالات میں جو حصہ **تبلیغ** ہے اسکا فارسی ترجمہ بھی حضرت **مخدوم الملۃ** نے کیا۔ غرض جب یہ دار الترجمہ قائم ہوا اور ہندوستان سے لائق آدمیوں کو جمع کرنے کا کام شروع ہوا تو حضرت **مخدوم الملۃ** کو **مترجم** کی اسامی پیش کی گئی۔ اور ایک بیش قرار تنخواہ معاوضہ کے طور پر پیش ہوئی ایسے موقعہ پر ہر شخص کی قدرتی طور پر خواہش ہو سکتی ہے کہ وہ اس عزت کی اسامی کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ دربار **کابل** میں اس سے رسوخ بڑھتا تھا اور ایک بیش قرار معاوضہ ملتا تھا کام محض **علمی** تھا جو خود ان کو پسند تھا۔ مگر کیا اس تحریک نے مخدوم الملۃ کے دل پر کچھ بھی اثر کیا؟ ہرگز نہیں۔ فرمایا قادیان جو دولت ملتی ہے وہ دنیا کے کسی مقام پر آج نہیں پائی جاتی تیرہ سو برس کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے مرسل کو ہم میں بھیجا اسکی پاک صحبت کو چھوڑ کر سونے چاندی کے سکوں کے لئے نکلجانا مردار دنیا پر منہ مارنا ہے اور اعلیٰ کا ادنیٰ سے تبادلہ ہے۔

خدا کی قسم اگر دنیا کی ساری دولت میرے قدموں پر لا کر ڈھیر کر دی جائے اور اسکے بدلے میں قادیان سے مجھے الگ ہونے کی خواہش کی جاوے تو میں سونے چاندی کے اس ڈھیر پر پیشاب بھی نہ کروں"

غرض نہایت حقارت کے ساتھ اس آفر کو رد کر دیا۔ جیسا کہ مولوی صدر الدین صاحب نے بیان کیا وہ **گرمی سے بہت گھبراتے تھے** مگر مجھے کہا کرتے تھے شیخ صاحب! یہ گرمی روح میں ایک سکینت اور برودت پیدا کرتی ہے حضرت کی صحبت اکسیر ہے۔ اسکے پاس بیٹھ کر کوئی تکلیف اور غم ایسی نہیں سکتا۔ ہم دنیا والوں کو کس طرح اس کیفیت کے کیف اور مزہ سے آگاہ کریں یہ ذوقی بات ہے اور ایمان کے بغیر یہ لذت اور کیف حاصل نہیں ہوتا۔

القصہ

آپ نے نہ تو اس بیش قرار مشاہرہ کی پروا کی اور نہ اس **عزت** و مرتبہ نے ان کو اپنی طرف کھینچا جو کابل میں آپ کو میسر آ سکتا تھا۔ آپ نے اپنے **آقا و مولیٰ کی صحبت** کے لئے دنیا کی حکومت اور دولت کو ہیچ سمجھا اور قادیان سے نہ نکلے اور **آئے تو پھر کبھی یہاں ہی رہے۔** اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج اور مراتب میں لا انتہا ترقی فرمائے۔ آمین

مقبرہ بہشتی میں مخدوم الملۃ کے مزار پر جاؤ۔ انکے مزار کے بالین کا کتبہ بتائے گا کہ کیا **مخدوم الملۃ** نے ان چیزوں کو کھو کر کچھ نقصان اٹھایا؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ خدا کے مرسل و مہدی نے خدا کی وحی سے خبر پا کر اسکو

مسلمانوں کا لیڈر فرمایا

اور آپ ان کی وفات پر وہ کتبہ لکھا جس میں فرمایا کہ

توان کردن شمار خوبیٔ عبد الکریم

آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراط مستقیم
حامیٔ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم
گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با ایں صفا دُرِّ یتیم
زیں عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکتوب

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مکتوب درج کیا جاتا ہے جو نواب علی محمد خان صاحب مرحوم رئیس جھجر کے نام ہے نواب صاحب لودھیانہ میں رہتے تھے اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایک عقیدت اور ارادت تھی۔ اس مکتوب سے اس **نشان** کی بھی تصدیق ہوتی ہے جو مرزا سلطان احمد صاحب کے امتحان میں پاس ہونے کی متعلق ہے۔ یہ مکتوب ۱۱ر مئی ۱۸۶۴ء کا ہے جبکہ ابھی آپ بیعت لینے کے لئے بھی مامور نہ تھے۔ — ایڈیٹر

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

بولشویک علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ

الحمد للہ ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

۱۹۱۹ء کا واقعہ ہے جسے میں پہلے بھی بعض مجالس میں بیان کر چکا ہوں کہ ایک احمدی دوست اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے جو انگریزی فوج میں ملازم تھے اپنی فوج کے ساتھ ایران میں گئے وہاں سے بولشویکی فتنہ کی روک تھام کے لئے حکام بالا کے حکم سے انکی فوج روس کے علاقہ میں گھس گئی اور کچھ عرصہ تک وہاں رہی۔ یہ واقعات عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں ہیں کیونکہ اسوقت کے مصالح یہی چاہتے تھے کہ روسی علاقہ میں انگریزی فوجوں کی پیشدستی کو مخفی رکھا جائے۔ ان دوست کا نام فتح محمد تھا اور یہ فوج میں نائک تھے ان کی تبلیغ سے ایک اور شخص فوج میں احمدی ہو گیا اور اسکو ایک موقع پر روسی فوجوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے چند سپاہیوں سمیت ایک ایسی جگہ کی طرف بھیجا گیا جو کیمپ سے کچھ دور آگے کی طرف تھی وہاں سے اس شخص نے فتح محمد صاحب کے پاس آکر بیان کیا کہ ہم لوگ پھرتے پھراتے ایک جگہ پر گئے جہاں کچھ لوگ شہر سے باہر ایک گنبد کی شکل کی عمارت میں رہتے تھے جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس عمارت کے اندر ایسے آثار ہیں جیسے مساجد میں ہوتے ہیں لیکن کرسیاں بچھی ہوتی ہیں۔ جو لوگ وہاں رہتے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ یہ جگہ تو مسجد معلوم ہوتی ہے۔ اسمیں کرسیاں کیوں بچھی ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مبلغ ہیں اور چونکہ روسی اور یہودی لوگ ہمارے پاس زیادہ آتے ہیں وہ زمین پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ اسلئے کرسیاں بچھائی ہوتی ہیں نماز کے وقت اٹھا دیتے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں اسپر اس دوست کا بیان ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ چونکہ یہ مذہبی آدمی ہیں میں انکو تبلیغ کروں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے انھوں نے کہا کہ جس طرح اور انبیاء فوت ہو گئے اسی طرح وہ فوت ہو گئے اسپر میں نے پوچھا کہ ان کی نسبت تو خبر ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے انھوں نے کہا کہ ہاں اس امت میں سے ایک شخص آ جائے گا۔ اسپر میں نے کہا کہ یہ عقیدہ تو ہندوستان میں ایک جماعت جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتی ہے اسکا ہے اسپر ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بھی انہیں کے ماننے والے ہیں۔ فتح محمد صاحب نے جب یہ باتیں اس نو احمدی سے سنیں تو دل میں شوق ہوا کہ وہ اس امر کی تحقیق کریں۔ اتفاقاً کچھ دنوں کے بعد ان کو بھی آگے جانے کا حکم ہوا اور وہ روسی عشق آباد میں گئے وہاں انھوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی احمدی لوگ ہیں لوگوں نے صاف انکار کیا کہ یہاں اس مذہب کے آدمی نہیں ہیں۔ جب انہوں نے یہ پوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے والے لوگ ہیں تو انھوں نے کہا کہ اچھا صابیوں کو پوچھتے ہو وہ تو یہاں ہیں چنانچہ انھوں نے ایک شخص کا پتا بتایا کہ وہ درزی کا کام کرتا ہے اور پاس ہی اسکی دوکان ہے۔ یہ اس کے پاس گئے اور اس سے حالات دریافت کیئے۔ اس نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں لوگ تعصب سے ہمیں صابی کہتے ہیں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ان کے ماننے والوں کو صابی کہتے تھے انھوں نے وجہ مخالفت پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس امر پر ایمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور انکی مماثلت پر ایک شخص اسی امت کا مسیح موعود قرار دیا گیا ہے اور وہ ہندوستان میں پیدا ہو گیا ہے اسلئے ہمیں یہ لوگ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں شروع میں ہمیں سخت تکالیف دی گئیں دینی حکومت کو ہمارے خلاف رپورٹیں دی گئیں کہ یہ باغی ہیں اور ہمارے بہت سے آدمی قید کئے گئے لیکن تحقیق پر روسی گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ ہم باغی نہیں ہیں بلکہ حکومت کے وفادار ہیں تو ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ اب ہم لوگ تبلیغ کرتے ہیں اور کثرت سے مسیحیوں اور یہودیوں میں سے ہمارے ذریعہ سے اسلام لاتے ہیں لیکن مسلمانوں میں سے کم نے مانا ہے زیادہ مخالفت ہی کرتے ہیں۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ فتح محمد صاحب بھی اسی جماعت میں سے ہیں تو بہت خوش ہوا۔ سلسلہ کی ابتدا کا ذکر اس نے اسطرح سنایا کہ کوئی ایرانی ہندوستان گیا تھا وہاں اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ملیں وہ ان کو پڑھ کر ایمان لے آیا اور واپس آکر یزد کے علاقہ میں جو اسکا وطن تھا اسنے تبلیغ کی کئی لوگ جو تاجروں میں سے تھے ایمان لائے وہ تجارت کے لیئے اس علاقہ میں آئے اور ان کے ذریعہ سے ہم لوگوں کو حال معلوم ہوا اور ہم ایمان لائے اور اسی طرح جماعت بڑھنے لگی۔

یہ حالات فتح محمد صاحب مرحوم نے مجھے لکھ کر بھیجے تھے۔ چونکہ عرصہ زیادہ ہو گیا ہے مجھے اب اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ واقعات اس ترتیب سے ہیں یا نہیں لیکن خلاصہ ان واقعات کا یہی ہے گو ممکن ہے کہ بوجہ مدت گذر جانیکے واقعات آگے پیچھے ہو گئے ہوں۔ جس وقت یہ خط مجھے ملا میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور میں نے سمجھا کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کہ بخارا کے امیر کی کمان آپ کے ہاتھ میں آگئی ہے اس رنگ میں پوری ہو رہی ہے اور میں نے چاہا کہ اس جماعت کی مزید تحقیق کیلئے فتح محمد صاحب کو لکھا جائے کہ اتنے میں ان کے رشتہ داروں کی طرف سے مجھے اطلاع ملی کہ فتح محمد صاحب میدان جنگ میں گولی لگنے سے فوت ہو گئے ہیں اس خبر نے تمام امید پر پانی پھیر دیا اور سردست اس ارادہ کو ملتوی کر دینا پڑا۔ مگر یہ خواہش میرے دل میں بڑے زور سے پیدا ہوتی رہی اور آخر ۱۹۲۱ء میں میں نے ارادہ کر لیا کہ جسطرح بھی ہو اس علاقہ کی خبر لینی چاہیئے۔ چونکہ انگریزی اور روسی حکومتوں میں اسوقت صلح نہیں تھی اور ایک دوسرے پر سخت بدگمانی تھی اور پاسپورٹ کا طریق ایشیائی علاقہ کے لئے تو غالباً بند ہی تھا یہ دقت درمیان میں سخت تھی اور اسکا کوئی علاج نظر نہ آتا تھا مگر میں نے فیصلہ کیا کہ جسطرح بھی ہو اس کام کو کرنا چاہیئے اور ان احباب میں سے جو زندگی وقف کر چکے ہیں ایک دوست میاں محمد امین صاحب افغان کو میں نے اس کام کے لیئے چنا اور ان کو بلا کر سب مشکلات بتا دیں اور کہدیا کہ آپ نے زندگی وقف کی ہے اگر آپ اس عہد پر قائم ہیں تو اس کام کے لیئے تیار ہو جائیں جان اور آبرو ہر وقت خطرہ میں ہوں گے اور ہم کسی قسم کا کوئی خرچ آپ کو نہیں دینگے آپ کو اپنا قوت خود کمانا ہوگا۔ اس دوست نے بڑی خوشی سے ان باتوں کو قبول کیا اور اس ملک کے حالات دریافت کرنے کے لیئے اور سلسلہ کی تبلیغ کے لیئے بلا زادِ راہ فوراً نکل کھڑے ہوئے کوئٹہ تک تو ریل میں سفر کیا آگے پیادہ ایران کا سفر کیا سردی کے دن تھے اور برفانی علاقوں میں سے گزرنا پڑتا تھا مگر سب تکالیف برداشت کر کے بلا کافی سامان کے دو ماہ میں ایران پہنچے اور وہاں سے روس میں داخل ہونیکے لیئے چل پڑے آخری خط ان کا مارچ ۱۹۲۲ء کا لکھا ہوا پہنچا تھا اسکے بعد نہ وہ خط لکھ سکتے تھے اور نہ پہنچ سکتا تھا۔ مگر الحمد للہ کہ آج ۹ر اگست کو انکا ۱۸ جولائی کا لکھا ہوا خط ملا ہے جس سے یہ خوشخبری معلوم ہوتی ہے کہ آخر اس ملک میں بھی احمدی جماعت تیار ہو گئی ہے اور باقاعدہ انجمن بن گئی ہے۔

اس دوست کو روسی علاقہ میں داخل ہو کر جو سنسنی خیز حالات پیش آئے وہ نہایت اختصار سے انھوں نے لکھے ہیں لیکن اس اختصار میں بھی ایک صاحب بصیرت کے لیئے کافی تفصیل موجود ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے تجربات سے دوسرے بھائی فائدہ اٹھا کر اپنے اخلاص میں ترقی کرینگے اور اسلام کے لیئے ہر ایک قسم کی قربانی کرنیکے لیئے تیار ہو جائیں گے کہ حقیقی کامیابی خدا کی راہ میں فنا ہونے میں ہی ہے۔

چونکہ برادرم محمد امین خان صاحب کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اسلیئے وہ روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے ریلوے اسٹیشن قہقہہ پر انگریزی جاسوس قرار دیئے جا کر گرفتار کر لیئے گئے کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا وہ منضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ

تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے مسلح روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لیئے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کے لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لیئے گئے تا عکس محفوظ رہے اور آیندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اسکے بعد گوشکی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔ مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اس علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اس نے واپس آنے کو اپنے لیئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔

دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کر لیئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل کو ہلا دینے والے مظالم آپ پر کیئے گئے اور قید میں رکھا گیا اور اسکے بعد پھر روس سے نکلنے کا حکم دیا گیا اور بخارا سے مسلح روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت میں اور اخلاص اور تقوے میں برکت دے ابھی اسکی پیاس نہ بجھی تھی اسلیئے پھر کاکان کے ریلوے سٹیشن سے روسی مسلح پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پا پیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا وہاں سے پھر آپ چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء کو پہلی دفعہ بخارا میں اس جماعت کے مخلصین کو جو پہلے الگ الگ تھے اور حسب میری ہدایات کے انکو پہلے آپس میں نہیں ملایا گیا تھا ایک جگہ اکٹھا کر کے آپس میں ملایا گیا اور ایک احمدیہ انجمن بنائی گئی اور باجماعت نماز ادا کی گئی اور چندوں کا افتتاح کیا گیا۔ وہاں کی جماعت کے دو مخلص بھائی ہمارے عزیز بھائی کے ساتھ آنے کے لیئے تیار تھے لیکن پاسپورٹ نہ مل سکنے کے سبب سے سر دست رہ گئے۔

اسوقت محمد امین خاں صاحب واپس ہندوستان کو آرہے ہیں اور ایران سے انکا خط پہنچا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس لاوے اور آیندہ سلسلہ کی بیش از بیش خدمات کرنیکا موقع دے۔ میں ان واقعات کو پیش کر کے اپنی جماعت کے مخلصوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ تکالیف جنکو اس ہمارے بھائی نے برداشت کیا ان کے مقابلہ میں وہ تکالیف کیا ہیں جو ملکانہ میں پیش آرہی ہیں مگر کتنے ہیں جنھوں نے ان ادنیٰ تکالیف کے برداشت کرنے کی جرأت کی ہے! اے بھائیو یہ وقت قربانی کا ہے کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اپنی نئی برادری کو جو بخارا میں قائم ہوئی ہے یونہی نہیں چھوڑ سکتے پس کیا آپ میں سے کوئی رشید روح ہی جوان ہو رہے ہو جو بھیڑ کی حفاظت کیلئے اپنی جان قربان کرنیکے لیئے تیار ہو اور اسوقت تک انکی چوپانی کرے کہ ملک میں انکے لیئے آزادی کا راستہ اللہ تعالیٰ کھولدے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) ۹ اگست ۱۹۲۳ء

سلسلہ احمدیہ کی ترقی

صوبہ سرحدی میں

ذیل میں ہم ۱۹۲۱ء کی صوبہ سرحدی کی مردم شماری کا اقتباس درج کرتے ہیں۔ دوسری صوبجات کی رپورٹیں ابھی تیار نہیں ہوئیں مگر ان نقشجات سے جو میسر آسکے ظاہر ہے کہ احمدیوں کی تعداد اسوقت پنجاب میں اٹھائیس سے زائد ہے بمقابلہ پچھلی مردم شماری کے جس میں اٹھارہ ہزار تعداد دکھائی گئی ہے۔ ترقی تسلی بخش نہیں اور یہ ہم کو ہمارا فرض یاد دلاتی ہے جسکا تعلق ہماری مشنری ورک سے ہے۔ صوبہ سرحدی میں جو کہ پانچ ضلعوں پر مشتمل ہے اور وہ کچھ ایسے گنجان آبادی بھی نہیں یہ ترقی خاصی تسلی بخش ہے۔ یہ امر قابل نوٹ ہے کہ مردم شماری کے اعداد کلی قابل اعتبار نہیں قرار دیئے جا سکتے اسلیئے اسباب کا امکان ہے کہ ہماری تعداد کا اندازہ کم لگایا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی طریقہ پر پنجاب میں کارروائی ہوئی ہے جہاں کہ مذہبی منافرت احمدیہ جماعت کے خلاف بڑے زور شور سے ہے۔

سرحدی صوبہ میں فرقہائے اسلام

ص ۱۷۱ گورنمنٹ ہند کے احکام کے ماتحت یہ امر غیر ضروری قرار دیا گیا کہ موجودہ موقع پر نقشجات مردم شماری میں فرقوں کی تفصیل دیجاوے سوائے عیسائیوں کے۔ مگر یہ امر لوکل گورنمنٹ کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ سوائے عیسائیوں کے کسی اور مذہب کی تفصیل بھی دی جائے۔ بعد میں لوکل گورنمنٹ نے سنسس کمشنر کے مشورہ کے ساتھ قرار دیا کہ اس صوبہ میں نہ صرف مذہب بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی صورت میں فرقہائے مذہب کو بھی دکھایا جاوے۔ ماسوائے سُنّی اور شیعوں کے جو کہ اسلام کے دو بڑے فرقے ہیں اس صوبہ میں دیگر چھوٹے چھوٹے فرقے احمدی۔ اہل حدیث۔ وہابی اور اسماعیلی ہیں۔ کچھ مستی بالمیکی اور لال بیگی۔ بھی فرقوں میں دکھلائے گئے ہیں۔

ص ۱۷۵ فرقوں کے متعلق اعداد و شمار ضمیمہ میں دکھائے گئے ہیں جو اس باب کے آخر میں رکھا گیا ہے گزشتہ دس سال کے عرصہ میں سُنّیوں کی تعداد بیس لاکھ چوبیس ہزار دو سو دو سے گر کر ۱۹۸۹۴۸ لاکھ ہو گئی ہے۔

۱۹۱۱ء میں مسلمان آبادی میں ان کی نسبت ۹۸ فیصدی سے زاید تھی۔ مگر موجودہ مردم شماری میں یہ نسبت ۹۵ فیصدی سے کچھ ہی زاید ہے۔ موجودہ مردم شماری میں ہر سو مردوں کے ساتھ عورتوں کی نسبت ۸۷ ہے حالانکہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں یہ تعداد ۸۸ تھی۔ سُنّیوں کی تعداد میں ایک فی صدی کی کمی شیعوں اور احمدیوں کی نمایاں ترقی کی وجہ سے ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۱۱ء میں احمدیوں اور شیعوں کی ایک تعداد سُنّی ظاہر کی گئی تھی جس کا باعث سُنّی کارکنوں کا تعصب تھا۔ شیعہ اور احمدیوں کے اعداد و شمار گذشتہ دو مردم شماریوں میں اس امر کا کافی ثبوت ہیں۔

یہ امر کہ شیعوں اور احمدیوں کی کافی تعداد ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں سُنّی ظاہر کی گئی تھی۔ ٹھیک معلوم ہوتا ہے مگر یہ کہنا کہ یہ کمی بوجہ ان کے مذہبی تعصب یا لاپرواہی کے تھی۔ پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں وہ لاپرواہی جو شمار کنندگان فرد فہرست کے تیار کرنے میں کرتے ہیں ایک امر مسلمہ ہے۔ خاص طور پر جبکہ ان لوگوں کو جنکی مردم شماری کی جاتی ہے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو اس صورت میں شمار کنندگان کی طرف سے یہ اشارہ کہ ان کے نام کے مقابل فلاں خاص فرقہ کا نام لکھوا لیا جائے قرین قیاس ہے۔ اس معاملہ پر مکمل بحث مختصر پیرا میں جو احمدیوں اور شیعوں کی تعداد پر مشتمل ہے کی جائے گی۔

احمدی فرقہ

ص ۱۷۴ سُنّی اور شیعہ (جو اسلام کے دو بڑے فرقے ہیں) کے بعد اس صوبہ کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ پیرو نئے احمدیہ فرقہ کے ہیں۔

موجودہ مردم شماری کے موقعہ پر احمدیوں کی تعداد اس صوبہ میں ۳۹۹۰ تھی جنمیں سے ۲۵۹۸ مرد اور ۱۳۹۲ عورتیں تھیں بمقابلہ اس تعداد کے جو دس سال قبل تھی یعنی ۱۴۸ جنمیں سے ۱۱۲ مرد اور ۳۶ عورتیں تھیں۔ مندرجہ ذیل نقشہ میں احمدیوں کی تعداد کا گزشتہ دو مردم شماریوں میں مقابلہ کیا گیا ہے۔

ضلع	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء
ہزارہ	۲۱	۷۳۸
پشاور	۱۱۹	۱۶۳۳
کوہاٹ	۸	۹۲۸
بنوں	-	۱۱۴
ڈیرہ اسمٰعیل خان	-	۱۱۴
غیر علاقہ میں چوکیاں	-	۵۲۱
میزان	۱۴۸	۳۹۹۰

ص ۱۷۷ - احمدیوں کے مقابل جو اسوقت صوبہ میں رہتے ہیں دس سال قبل صرف ایک احمدی تھا۔ اس امر سے اس عظیم الشان ترقی کا اندازہ ہو سکتا ہے جو اس فرقہ نے گزشتہ دس سال میں کی ہے یہ سرعت ترقی اور بھی تعجب انگیز ہو جاتی ہے جب ہم اسباب کا خیال کریں کہ نئے فرقہ کے پیروؤں میں زیادہ تعداد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمانوں کی ہے۔ ان کو مرزائی بھی کہتے ہیں کیونکہ اس فرقہ کے بانی کے نام کے پہلے لفظ مرزا تھا۔ انکو ان کے جائے رہائش کی وجہ سے قادیانی بھی کہتے ہیں۔

مجھ سے کہا گیا ہے کہ احمدیوں کی تعداد ۱۹۱۱ء میں اس صوبہ میں ہزار سے زاید تھی مگر شمار کنندگان کے تعصب کی وجہ سے جو انکو اس فرقہ سے تھا صرف ۱۴۸ ظاہر کیئے گئے۔ موجودہ مردم شماری کی تعداد اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ یہ شکایت بہت حد تک بیجا نہیں۔ تبلیغ کے کام کے لیئے پشاور۔ مردان۔ نوشہرہ۔ ایبٹ آباد۔ کوہاٹ۔ بنوں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان اور مانگ میں احمدیہ انجمنیں قائم ہیں۔ ۵۲۱ احمدی جنمیں سے ۴۸۹ مرد اور ۳۲ عورتیں ہیں) جو کہ غیر علاقہ چوکیوں میں ظاہر کیئے گئے ہیں وہ سرکاری سول یا ملٹری ملازم ہیں جو زیادہ تر دوسرے صوبوں سے آئے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی حضرت والا شان نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بعد ہذا والا نامہ آنحضرت بعین انتظار میں اس احقر عباد کو پہنچا خداوند کریم کے لطف و احسان کا کیا شکر ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ - آنمخدوم کا منی آرڈر بھی پہنچ گیا جزاکم اللہ خیرا واحسن الیکم فی الدنیا والآخرۃ آں مخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالیٰ آپ کو خوش وخورم رکھے اور آپ کی عمر اور عزت اور عافیت میں برکت اور ترقی بخشے - حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپکی توجہات کی مجکو وہ خبر دیتا رہتا ہے اور پرسوں کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آں مخدوم کا منی آرڈر نہیں پہنچا تھا اور نہ خط پہونچا تھا کہ ایک منی آرڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجکو حالت کشفی میں دکھلایا گیا اور پھر آں مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر سے اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا جس میں یہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آں مخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا میرے خیال میں یہ آپ ہیم کی توجہ کا اثر ہے چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشاء تین ہندوؤں اور بہت سے مسلمانوں کو بھی بتلایا گیا ازاں بعد آں مخدوم کا منی آرڈر اور خط بھی آگیا - سو حضرت خداوند کریم کا پیش از وقوع آپ کے نام اور آپ کے منی آرڈر اور آپ کے خط اور مضمون خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمایا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ کے حال پر رحمت شامل ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک.

آں مخدوم کے لیئے یہ عاجز دعا کرے گا اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی قائم مقام دعا کا ہی ہو رہا ہے - دلی محبت اور ربط کو دعا میں بہت کچھ دخل ہے اور جس سے دلی ربط ہو اگرچہ اسکے حق میں کسی وقت دعا نکریں تب بھی اثر ہو جاتا ہے - مجکو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ کا یا کچھ کم و بیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجکو بھیجا کہ جو میں نے امتحان تحصیلداری کا دیا ہے اسکی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کریں مجکو وہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارہ میں کس قدر ہم اور غم ہے چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی تمام تر نفرت و کراہت چاک کر دیا اور دل میں کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں اس خط کے چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ

"پاس ہو جائے گا"

اور وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتلایا گیا چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا الحمد للہ - سو خداوند کریم کی عالی شان درگاہ میں نازک آداب ہیں - جب کوئی غرض آداب کے مطابق صادر ہو جاتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کو ان معاملات میں بہت کچھ دخل ہے اور محبت اور ارادت کے بہت سی ایسی آفات اور مکروہات باعث عین محبت دور کی جاتی ہیں اور ان کی اسکو خبر بھی نہیں ہوتی - ۱۰ رمئی ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳ ررجب سنہ ۱۳۰۱ھ

احمدی مبلغ کا ایثار علی النفس

حضرت بلالؓ کی روح پھر امتحان طلب ہے

معزز ہم عصر مشرق اسپار کے واقعہ پر رقمطراز ہے کہ قطعات ارتداد زدہ میں مسلمان مبلغین کے راستہ میں جو دشواریاں اور ناہمواریاں مادی اور روحانی پیدا کی جارہی ہیں ان کے معلوم کرنے سے ایک بار وہ قدیم جذبہ خیر القرون کا پھر روح پیمائی کرتا ہے کہ اے کاش ہماری ہستی بھی راہ اسلام میں سرمہ سا کام آجاتی ۔

ہم ذیل میں ایک تازہ واقعہ لکھ کر ہر مسلمان کو اسکے غور کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ ایسے واقعات کے ہوتے آئندہ اور کیا مصائب اور شدائد ان مسلمانوں پر ہوں گے جو اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کا جزم کریں گے ۔

ہندوستان کے ہر شہر اور ہر اسلامی آبادی میں اس مظلوم مبلغ کے ساتھ جلسہ کرکے ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیئے - خدا سے گڑ گڑا کر دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ ہر مسلمان کو ایسی توفیق دے کہ وہ ایسا زخم خوردہ راہ اسلام میں ہو - مبارک ہے وہ جسم جسپر کفار نے چھپر گرا دیا - بہت متبرک ہیں وہ ہاتھ پاؤں جو خدا کی راہ میں باندھے اور گھسیٹے گئے - ہماری ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں اس مبلغ اسلام کے خیال میں نامراد رہیں گی اگر وہ خون کے آنسو نہ بہائیں گی ۔

موت ان کی ہے جو مر کے دہیں دفن ہوئے
زیست ان کی ہے جو اس کوچہ سے گھائل آئے

کیا اب بھی مقدسین خلافت یہی کہتے رہیں گے کہ ہم پہلے ہندوستانی بنیں گے بعدہ مسلمان - کیا اب بھی وہ ناگپور کے جھنڈہ کی حمایت کو ضروری خیال کریں گے اور ایک مظلوم مسلمان مبلغ کے لیئے کوئی خفیف سی بھی نقل وحرکت نہ کریں گے - شاید اس فیصلہ کا انتظار ہے جس کے بعد پھر کوئی فیصلہ غالب نہیں آئے گا ۔

۲۶ رجولائی کو موضع اسپار ضلع متھرا میں ایک مسلمان راجپوت عنایتی نام نے مسجد کے باہر مسجد ہی کی زمین میں بکرے کی قربانی کی لوگ دیکھتے رہے - گوشت کاٹا گیا - مرتدین آئے اور خفیہ فرداً فرداً گوشت لیجاتے رہے - قریباً تین بجے بعد دوپہر آریوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے لوگوں کو احمدی مبلغ کے خلاف اکسایا اور چالیس پچاس یا اس سے زیادہ کی تعداد میں وہ لوگ ان لوگوں سمیت جو گوشت لے گئے تھے لاٹھیوں سے مسلح ہوکر ہمارے مبلغ جناب مولوی غلام رسول صاحب گجراتی کے مکان پر حملہ آور ہوئے پہلے مولوی صاحب کو گالیاں دیتے رہے اور ان کی جھونپڑی پر حملہ کرکے اسے گرا دیا جس کے نیچے مولوی صاحب موصوف دب گئے اور ایک شخص نے بازوؤں سے کھینچکر ان کو باہر نکالا - پھر وہ لوگ انہیں کھینچتے ہوئے گاؤں سے باہر لے گئے اور انہیں گاؤں سے باہر نکال دیا - مسجد میں مولوی صاحب کے جو کا غذات وغیرہ تھے وہ بھی ان کو نکالنے نہ دیئے بلکہ مسجد کے دروازہ پر مسلح ہوکر کھڑے ہو گئے - اور مولوی صاحب کو مسجد کے اندر داخل ہونے سے بزور روکا - اور دوبارہ دھکے دے کر گاؤں سے باہر نکال دیا ۔

ہمنے موصول شدہ حالات صفائی کے ساتھ درج کردیئے ہیں ان سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آریہ لوگ کسطرح برسر فساد ہیں - یہی قسم کی شرارتیں آریہ اور مقامات پر بھی کررہے ہیں ۔

خاکسار عبداللہ خاں بھٹی بی اے بی ٹی نائب امیر احمدی وفد المجاہدین - آگرہ

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اور آپ مہمات دین کے سرانجام دینے میں مصروف ہیں - ان ایام میں آپ کی توجہ **ہفوات المسلمین** کے جواب کی طرف ہوئی ہے اور آپ نے اسکا جواب لکھنا شروع کردیا ہے ۔

۱- یہ جواب رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو گا - اور آخر میں کتاب کی صورت میں جداگانہ بھی شائع ہو گا - یہ التزام اسلیئے کیا گیا ہے کہ زیادہ دیر تک پبلک منتظر نہ رہے اور آپ کی ایک رویا بھی اس طریق سے پوری ہوتی ہے ۔

۲- اس ہفتہ بارش کا طوفان بدستور جاری رہا - بعض مکانات کے پردوں کو نقصان پہنچا ہے - ایڈیٹر الحکم کے مکان (جو ڈھاب پر واقعہ ہے) کے صحن میں بھی پانی بھر گیا - مگر خدا کا شکر ہے کہ اسوقت تک کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا ۔

۳- ایڈیٹر الحکم ہفتہ زیر اشاعت کے آخری ایام میں آشوب چشم سے بیمار رہا - اب تک آنکھوں میں تکلیف ہے ہر چند ایسے موقعہ پر لکھنا پڑھنا قطعی موقوف کرنا ضروری ہے مگر اخبار کی ضروریات نے مجبور کیا کہ کچھ لکھوں - اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے فضل سے خدمت سلسلہ کی توفیق دے - آمین ۔

۴- اسوقت بھی جو ۵ دن گزرے ہیں بادل گرج رہا ہے گھٹا شمال کی طرف سے چھائی ہوئی ہے اور ساتھ ہی کچھ کچھ دھوپ بھی نکل رہی ہے - خدا تعالیٰ رحم فرماوے آمین ۔

مختصر نوٹ

پنڈت رام بھجدت کی وفات

پنڈت رام بھجدت صاحب کی وفات کی خبر یقیناً افسوس سے پڑھی جائیگی۔ پنڈت صاحب بیشک ہمیں ایک کٹر آریہ سماجی تھے مگر ان کا رویہ ہمیشہ شریفانہ اور مہذب تھا۔ وہ شوخ اور دریدہ زبان آریوں کو کبھی پسند نہیں کرتے تھے۔ پنڈت جی کی موت کے ساتھ آریہ سماج اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک ورق الٹ گیا۔ اپنی عمر کے آخری حصہ میں وہ ایک مذہبی آدمی کی بجائے زیادہ تر سیاسی لیڈر بن گئے تھے۔ آریہ سماج میں انکی زندگی ایک وقت میں ایک ہنگامہ آرا زندگی تھی جبکہ انکے خلاف لاٹری اور خشی رام کی پارٹی اپنی انتہائی کوششوں کو عمل میں لا رہی تھی ایڈیٹر الحکم کو پنڈت جی سے ان دنوں سے شناسائی تھی جب کہ وہ ترنتارن میں پریکٹس کرتے تھے۔ مرنے سے کچھ عرصہ پہلے احمدی جماعت کے مبلغین سے ضلع گورداسپور میں ان کا مقابلہ ہوا۔ اور انہوں نے احمدی مبلغین سے کہا کہ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ بہر حال باوجودیکہ وہ ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف رکھتے تھے۔ لیکن وہ آریہ سماج میں ایک ممتاز شخصیت رکھتے تھے۔ ایسے شخص کی موت ہر حالت میں ایک افسوسناک موت ہے۔ ہمیں سرو دیوی چودھرانی اور پنڈت جی کے فرزندوں سے اس صدمہ میں دل ہمدردی ہے کبھی موقعہ ملا تو سلسلہ احمدیہ سے انکے تعلقات پر کچھ لکھا جائیگا۔

ہندو سنگھٹن ہندوؤں کی نظر میں

ہندو سنگھٹن کے متعلق بعض ہندو صاحبان خطرناک اور خوفناک ہونیکا اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں۔ انکا اندیشہ صحیح ہو یا غلط لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سوامی شردھانند صاحب کی یہ تحریک ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو نقصان پہونچائے بغیر نہ رہے گی۔

ہندوؤں کو اپنی قومی ترقی کے لئے ایک مرکزی نقطہ پر متحد ہو جانے کا خیال پیدا ہونا بیشک ایک ایسا خیال ہے جو وقتی ضرورت نے پیدا کر دیا ہے۔ اور ہمکو محض اس وجہ سے کہ بعض ہندو اسے خود مضر سمجھ رہے ہیں۔ اس سے بے خوف نہیں ہو جانا چاہیئے۔ ہندو سنگھٹن کی تحریک ہندو سوسائٹی کی ہستی کے بقا اور قیام کے جائز اصول پر نہیں بلکہ اسکا اصل منشاء دوسری قوموں کو فنا کرنا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو اپنی زندگی اور باعزت زندگی کے لئے ضرورت ہے کہ وہ اس سنگھٹن سے پہلے اتحاد اسلام کا وہ شاندار اور مستحکم نمونہ پیش کریں۔ کہ دشمن اسے سمجھ

کہ وہ کانھم بنیان مرصوص کے صحیح مصداق ہیں۔

اتحاد اختلاف کو رکھ کر بھی ہو سکتا ہے۔

اتحاد کیلئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ بعض جزئی اختلاف جب تک ترک نہ ہوں اتحاد نہیں ہو سکتا یہ غلط خیال ہے۔ بلکہ اختلاف ہوتے ہوئے بھی اتحاد ہو سکتا ہے مسلمانوں کے متعدد فرقوں میں اندرونی طور پر جو اختلافات ہیں کیا دشمن کے مقابلہ کے لئے وہ اتحاد فی العمل میں روک ہو سکتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہرگز روک نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ غلط خیال ان لوگوں نے پیدا کیا ہے جو مذہب کے پلیٹ فارم سے بجائے امن اور صلح کے جنگ کا فتویٰ دینا چاہتے ہیں۔ اسوقت ضرورت ہے کہ ہم اپنے اختلافات کو رکھتے ہوئے بھی دشمن کے مقابلہ میں اکٹھے ہو کر نکلیں۔ اور اپنی قوت کو پریشان اور کمزور نہ کریں۔

اخبار زمیندار پر نئی مصیبت

اخبار زمیندار کی مصائب کی داستان دراز اور دردناک ہے پھر اس کے ایڈیٹر اور ناشر کے خلاف ایک مقدمہ دائر ہوا ہے۔ اور مسٹر آئیس موںگر ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے مقدمہ میں بھی آرڈر فرق ہو گئے ہیں۔ ہمکو اپنے ہمعصر کی اس مصیبت میں دلی ہمدردی ہے۔ میری رائے میں پنجاب کے مسلم پریس کو مناسب ہے کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کو خصوصیت کے ساتھ زمیندار پر رحم کرنے کے لئے توجہ دلائے۔

کچھ شک نہیں زمیندار اب تک اس مقابلہ میں ڈٹا ہوا ہے اور مالک اخبار کے علاوہ متعدد ایڈیٹر اس کے جیل میں جا چکے ہیں۔ اور اس مقدمہ میں بھی جو کچھ نتیجہ ہوگا۔ وہ معلوم نہیں کیا ہو۔ لیکن اگر گورنمنٹ پنجاب رحم اور شفقت کی پولیسی کو اس معاملہ میں ایک مرتبہ استعمال کر کے دیکھے تو کوئی تعجب نہیں۔ کہ آئندہ زمیندار کی پولیسی میں کوئی تبدیلی ہو جائے۔ ورنہ گورنمنٹ کو ہر وقت حق حاصل ہے کہ وہ اپنے قانونی پنجہ سے کسی بدنظمی کا انسداد کرے۔

زمیندار کے ایڈیٹر صاحب سے بھی یہ درخواست کرنا غیر ضروری نہ ہوگا۔ کہ ملک کی خدمت کے لئے سختی ہی کا طریق کارآمد نہیں سمجھا جا سکتا۔

میں اسے خوشامد اور ریاکاری کا مشورہ نہیں دیتا جبکہ دیکھتا ہوں۔ کہ اعتدال کو ہاتھ سے نہ دیا جائے۔ زمیندار پر اسقدر مصیبتیں نازل ہو چکی ہیں کہ کم از کم ظفر علیخان صاحب کے آنے تک اسے مزید مشکلات سے بچانا چاہیئے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ اس کے لہجہ میں اعتدال پیدا کیا جائے۔ اور گورنمنٹ کا مقابلہ ترک کر دیا جاوے کہ یہ کوئی مفید طریق عمل نہیں ہے۔

مندرہ تحصیل گوجرخان میں شدھی کی تحریک

معلوم ہوا ہے کہ مندرہ تحصیل گوجرخان میں ۲۰ یوم سے آریہ سماج قائم ہوا ہے۔ اور انہوں نے اس عرصہ میں دو سیدوں ایک امام مسجد اور ایک درزی کو اشدھ کیا ہے۔ اگر یہ خبر درست ہے تو دیہات میں تبلیغ کا نظام مضبوط کرنے کی ضرورت ظاہر ہے مشکل تو یہ ہے کہ اگر احمدی جماعت اس انسداد کے لئے وہاں پہونچے گی تو مرتضیٰ حسن دربھنگی اور اس کے ہم جنسوں کو ناگوارا گذریگا۔ کیا پنجاب کے غیر احمدی علماء سے توقع کی جاوے کہ وہ اس کے انسداد کیلئے اپنے وقت اور مال کی قربانی کریں گے۔

مقابلہ سخت ہے

پرکاش نے اس عنوان سے ایک زبردست لیڈر لکھ کر اپنی قوم کو متوجہ کیا ہے کہ آریہ مذہب کی اشاعت کے لئے جانفروشانہ کوشش کرے۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ جس چیز کو صداقت سمجھتا ہے۔ اس کی اشاعت کرے۔ پرکاش نے اپنی قوم کے جذبات کو ابھارنے کے لئے بتایا ہے۔ کہ مسلمان اچھوتوں کو اسلام میں لانے کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کو خبر بھی نہیں لیکن اگر ایک سوئی ہوئی قوم سے دوسروں کو تحریک ہو سکتی ہے تو کیا مسلمان آنکھ کھولکر نہیں دیکھیں گے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے آریہ سماج نے فیصلہ کیا ہے ۱۹۲۵ء تک کل اچھوتوں کو پنجاب میں آریہ سماج میں داخل کر لیا جاوے۔ یہ پروگرام معمولی پروگرام نہیں اس کے لئے جو کوشش آریہ سماج کر رہا ہے وہ بالکل غیر معمولی اور سرفروشانہ ہو سکتی ہے۔ اسلئے اگر مسلمانوں نے اس مقابلہ میں پوری تندہی سے کام نہ لیا اور آپس ہی کے جھگڑوں میں وقت کھو دیا تو نتیجہ ظاہر ہے اسلئے جو دلیں درد رکھتے ہیں اور وہ جو سینوں میں ایمان رکھتے ہیں وہ جن کے سر میں کچھ بھی عقل ہے اس خطرہ کو سوچیں۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے متحد قوت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں کہ حقیقت میں یہ مقابلہ سخت ہے۔

ہم خرما و ہم ثواب اسی کو کہتے ہیں۔

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب مجاہد مصر کی اعانت کے لئے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی کتاب تاریخ مالابار جلد اول کی چند کاپیاں خریدیں۔ صرف دو سو کاپیاں الحکم میں موجود ہیں۔ ایک کاپی کی قیمت ۱۰؍ ہے سلسلہ کی تاریخ کا یہ کتاب ایک حصہ ہے پس آپ اس کتاب کو ضرور خریدیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔

خاکسار

خاکسار عرفانی دفتر الحکم قادیان دارالامان

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے کہ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے۔ اس وقت تک مکتوبات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس کے مخلص اور جان نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں۔ انکی اشاعت کا سلسلہ جو شروع کیا گیا تھا میری قادیان سے بغیر حاضری کے سبب بند ہو گیا ہے۔ اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے ترتیب دے رہا ہوں۔ چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد اگست سنہ ۱۹۲۳ء پریس میں انشاء اللہ چلی جائیگی۔ اس جلد میں حضرت چودھری رستم علی خانصاحب کے نام کے مکتوبات ہیں۔

چودھری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے ایک منٹ کے لئے بھی کبھی نہیں کوئی ابتلاء آیا اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولا حقیقی سے جا ملے میں چاہتا ہوں کہ مکتوبات کی اس جلد کے ساتھ مرحوم چودھری صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھدوں۔ اسلئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چودھری صاحب کے سوانح عمری کے متعلق کوئی واقعہ اونہیں معلوم ہو تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ احباب کثرت سے انکو خریدا کریں۔

درخواستیں دفتر الحکم میں بھیجی جاویں۔

وصیت کرنیوالوں کے متعلق نہایت ہی ضروری اعلان

پیشتر ازیں بھی کئی بار احباب کو مطلع کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس پر عمل در آمد نہیں کیا جاتا۔ یا معمولی اعلان خیال کر کے پڑھا نہیں جاتا کیونکہ جتنی وصیتیں دفتر مقبرہ بہشتی میں آتی ہیں۔ وہ سب کی سب مطابق مضمون مسودہ وصیت نامہ مرتبہ مشیر قانونی نہیں لکھی جاتیں۔ شاذ و نادر کوئی ایسی ہوتی ہے۔ لہذا سب احباب کی آگاہی کے لئے پھر اعلان کرتا ہوں۔ کہ وصیت لکھتے وقت اسکا مضمون مطابق مسودہ وصیت نامہ مرتبہ مشیر قانونی صاحب جو کہ فارم وصیت کی پشت پر ہی طبع ہوتا ہے۔ ہونا چاہیئے۔

والسلام

افسر مقبرہ بہشتی نصر اللہ خان۔

مصری جماعت نے ایک اور کتاب شائع کی ہے

مصر میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے احمدی جماعت کی بنیاد قائم کر دی ہے۔ میں اپنے رب کریم کے فضل اور رحم کو دیکھتا ہوں۔ اور اپنی کمزوریوں اور خطاکاریوں پر نظر کرتا ہوں۔ تو شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہوں۔ مصر میں تبلیغ واشاعت کے لئے مجھ ایسی غریب نوازی سے اوس نے موقعہ دیا کہ میں اپنے بیٹے عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو جو سلسلہ کی خدمت کے لئے مقدر تھا بھیج سکا۔ اور پھر اوس نے ایسی توفیق دی کہ وہ ایک جماعت کے بنانے میں کامیاب ہو سکا۔ مصر کی جماعت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اہل علم اور ممتاز طبقہ کے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ حال میں سید عبد المجید کامل آفندی کی شمولیت سے جماعت کو بہت بڑی تقویت ہوئی ہے۔ اور علمی اور قلمی کام شروع ہو گیا ہے۔ جماعت کی طرف سے جماعت کے خرچ پر اسلامی نماز کا ترجمہ عربی میں شائع ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انگریزوں کے لئے نماز کا ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا جس میں نماز پڑھنے کی مختلف تصویریں بھی دی تھیں اسی کتاب کا عربی ترجمہ جماعت مصر نے نہایت خوبصورت اور عمدہ کاغذ پر اسی تقطیع پر چھاپا ہے۔ یہ کتاب یقیناً مصر میں نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی۔ اور مسلمان بچوں کو نماز کی طرف متوجہ کر سکے گی۔ ایسی کتابوں کی عام اشاعت مصر جیسے ملک میں بیداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بہت ہی بابرکت ہوگی۔ اسلئے میں جماعت کے ان خاص احباب کو جو خدا کی دی ہوئی دولت کے بہترین مصرف کو جانتے ہیں متوجہ کرتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت کیلئے اپنی مصری جماعت کو مدد دیں۔ اس کتاب کی قیمت ہندوستان کے لئے انہوں نے ۶؍ رکھی ہے۔ میری رائے میں مصر میں مفت اشاعت کیلئے وہ شاید اس سے بھی کم پر دے سکیں اور اگر اس کتاب کا خرچ مصری جماعت کو ملجاوے تو پھر وہ اور بھی کتاب اس طریق پر شائع کر سکتی ہے۔ میرے خیال میں ہر جگہ کی انجمن اگر کم از کم ۳۰ کتابوں کی قیمت انکو بھیجدیں تو کم از کم دو ہزار کتاب شائع ہو جاویگی جو صاحب اس کتاب کی اشاعت کے لئے کوئی رقم بھیجنا چاہیں تو وہ آسانی کے لئے یہ کر سکتے ہیں کہ ٹامس کک اینڈ سنس بمبئی کو روپیہ بھیجدیں۔ اور اون کو ہدایت کر دیں کہ وہ شیخ محمود احمد خلف شیخ یعقوب علی عرفانی کو قاہرہ میں اپنے دفتر کی معرفت پہونچا دیں۔ اور شیخ محمود احمد صاحب کو بذریعہ خط اطلاع دیدیں جن کا پتہ یہ ہے

شیخ محمود احمد احمدی المبشر خلیج مصری منشیہ قاہرہ۔

البشریٰ ۔ ماہوار عربی رسالہ کی اشاعت کا سوال زیر غور ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اومید ہے کہ یہ رسالہ جاری ہو جائیگا۔

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب رض

یہ سرمہ گکروں کیلئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو اونکے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عہ تولہ۔ ممیرا صر تولہ۔ ترکیب استعمال صبح وشام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اوسنے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو۔ سرمہ واپس کر دے میں اسکی قیمت واپس کر دوں گا اسکے مجرب ہونے پر چند شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱) میں نے جناب سید احمد نور صاحب احمدی کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا۔ نیز حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں۔ اس سرمہ سے اونکو غیر معمولی فائدہ ہوا۔ (محمد اسمٰعیل مولوی فاضل ومنشی فاضل)

(۲) میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ نہایت ہی عمدہ سرمہ ہے۔ (اللہ دین احمد سابق گز ہانگ کانگ توپخانہ جنگی)

(۳) میں نے سنہ ۱۹۱۷ء شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور سنہ ۱۹۱۹ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اول لیکر استعمال کیا اور خاکسار نے عینک کو اُتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔ (خاکسار محمد علی کلیانپوری ضلع لائلپور ڈاکخانہ گگو ماہل کساب)

(۴) میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خرید اجس کو میں نے بہت مفید پایا۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر کئی جگہ استعمال کیا۔ سب نے اس کی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔ (عبد الرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان) ۱۔ ح۔ ذ۔ ۱۵۔

(۵) احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا بفضلہ تعالیٰ اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں۔ اور نظر کامل ہو گئی ہے۔ سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ (خادم حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ دربان)

(۶) میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی ثم قادیانی خود استعمال کیا اور نیز اپنے عزیز رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ میں نے اس سرمہ کو مفید پایا۔ نیز میری آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد دور ہوا۔ فقط (فضل کریم اسسٹنٹ حیدر آباد دکن)

ست سلاجیت ۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ سے استعمال کریں قیمت قسم اول عہ فی تولہ قسم دوم ۸ رتی تولہ :۔

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)